

20849 - دوسری شادی کر لی اور دونوں مسلمان ہو گئے اب پہلی بیوی کا کیا کرے ؟

سوال

ایک جدید مسلم دوست کا سوال :

ایک آدمی نے شادی کی جس سے اس کے دو بچے ہیں ، وہ کام کے سلسلے میں سعودیہ گیا اور اپنے بیوی بچوں کو ملک میں ہی چھوڑ دیا ، سعودیہ میں ایک عورت سے تعارف کے بعد پہلی بیوی کے علم کے بغیر ہی دوسری شادی کر لی اور اس سے بھی ایک بچہ پیدا ہوا اور سعودیہ میں کام کرنے والے دونوں میاں بیوی نے اسلام قبول کر لیا ۔ اس لیے کہ وہ دونوں جدید مسلمان ہیں ان کو خدشہ ہے کہ ہم نے گناہ کا کام کیا ہے ، تو کیا ممکن ہے کہ آپ ہمیں کوئی نصیحت کریں ؟

1 - مذکورہ تعلق کا کیا حکم ہے ؟

2 - آدمی کے ذمہ پہلی بیوی اور بچوں کے بارہ میں کیا واجبات ہیں ؟

3 - وہ کون سے گناہ کے مرتکب ہوئے ہیں اور اس سے بچنے کے لیے انہیں کیا کرنا چاہیے تا کہ آئندہ وقوع پذیر نہ ہو ؟

گزارش ہے کہ اس جیسے حالات کو ختم کرنے کے لیے کوئی نصیحت فرمائیں

پسندیدہ جواب

الحمد لله.

اول :

ہم اللہ تعالیٰ کی حمد و ثنا بیان کرتے ہیں جس نے آپ دونوں کو اسلام کی ہدایت نصیب فرمائی اور اسے قبول کرنے کی توفیق نہ نوازا ، اور ہم اللہ تعالیٰ سے دعا گو ہیں کہ وہ آپ کو دین اسلام پر موت تک ثابت قدم رکھے تا کہ آپ اللہ تعالیٰ کی جنت اور اس کی رضا مندی حاصل کر سکیں ۔

ہم آپ کو خوشخبری دیتے ہیں کہ اسلام پہلے تمام گناہوں کو مٹا دیتا ہے ، تو انسان نے جتنے بھی گناہ اور معصیات کا ارتکاب کیا ہو تو پھر اللہ تعالیٰ اسے اسلام کی ہدایت نصیب فرمائے تو وہ گناہوں سے اس طرح پاک صاف ہو جاتا ہے جس طرح اس کی ماں نے آج ہی جنا ہو ۔

اللہ سبحانہ و تعالیٰ کا فرمان ہے :

آپ ان کافروں سے کہہ دیجیئے ! کہ اگر یہ لوگ باز آجائیں تو ان کے پہلے سارے گناہ معاف کر دیئے جائیں گے (الانفال)
(38) -

اگر یہ لوگ باز آجائیں یعنی اپنے کفر سے رک جائیں اور اللہ وحدہ لا شریک کے دین اسلام کو قبول کر لیں - تفسیر السعدی
-

اور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا فرمان ہے :

(اسلام پہلے سب گناہوں کو مٹا دیتا ہے) صحیح مسلم حدیث نمبر (121) یعنی معصیات سے پاک صاف کر دیتا ہے
-

کسی آدمی کا بھی اجنبی عورت سے تعلقات رکھنا جائز نہیں ، اور اگر شادی سے قبل اگر ان کے کچھ تعلقات تھے وہ معصیت اور گناہ تھے جو کہ ان کے ذمہ لکھے جا چکے ہیں ، اور اگر یہ تعلقات قبول اسلام سے قبل تھے تو اللہ سبحانہ و تعالیٰ نے اسلام کی بنا پر یہ گناہ معاف کر دیئے ہیں -

اور اگر قبول اسلام کے بعد اس کا ارتکاب کیا گیا ہے تو اس سے توبہ کی جائے ، اللہ تعالیٰ نے وعدہ کیا ہے کہ جو بھی صدق دل سے اللہ تعالیٰ کی طرف رجوع کرتا ہوا توبہ کرتا ہے وہ اسے قبول فرماتا ہے -

اللہ تعالیٰ کا اسی کے بارہ میں فرمان ہے :

اور وہی ہے جو اپنے بندوں کی توبہ قبول فرماتا اور گناہوں سے درگزر کرتا ہے اور جو کچھ تم کر رہے ہو سب جانتا ہے الشوری (25) -

اور دوسرے مقام پر کچھ اس طرح فرمایا:

اور ہاں میں بلاشبہ ان کو بخش دینے والا ہوں جو توبہ کریں ایمان لائیں اور نیک عمل کریں اور پھر راہ راست پر بھی رہیں
طہ (82) -

توبہ اور اس کی شروط کے بارہ میں مزید تفصیل کے لیے سوال نمبر (13990) کا مراجعہ کریں -

سوم :

مرد کا دوسری عورت سے شادی کرنے میں گناہ اور معصیت نہیں بلکہ اللہ تعالیٰ نے مرد کے لیے چار عورتوں سے بیک وقت شادی کرنا مباح کیا ہے شرط یہ ہے کہ اگر وہ ان چاروں میں عدل و انصاف قائم رکھ سکتا اور ان کے حقوق

ادا کرسکتا ہو تو اس کا جواز ہے -

دوسری شادی کے بارہ میں پہلی بیوی کو بتانا اور اس کے علم میں لانا واجب نہیں ہے -

چہارم :

پہلی بیوی اور بچوں کے متعلق اس پر واجب ہے کہ وہ ان پران کی ضروریات کے مطابق خرچہ کرے اور ان کی ضروریات پوری کرے اور سب سے اہم یہ ہے کہ انہیں آگ سے بچانے اور ہدایت کی کوشش کریں جس طرح کہ اللہ سبحانہ و تعالیٰ کا فرمان ہے :

اے ایمان والو ! تم اپنے آپ اور اپنے گھروالوں کو اس آگ سے بچاؤ جس کا ایندھن انسان اور پتھر ہیں ، جس پر سخت دل فرشتے مقرر ہیں جنہیں اللہ تعالیٰ کی جانب سے جو بھی حکم ملتا ہے وہ اس کی نافرمانی نہیں کرتے بلکہ جو حکم دیا جائے بجا لاتے ہیں التحريم (6) -

اس کے ذمہ ہے کہ وہ ہر ممکن وسیلہ سے اپنی پہلی بیوی کو دعوت دے اور نصیحت کرے اور اسے اسلام قبول کرنے کی ترغیب دلائے ، اور اگر وہ اسے قبول کرنے سے انکار کر دے تو اگر بیوی کا تعلق اہل کتاب سے ہے (یعنی وہ یہودیہ یا نصرانیہ ہے) تو اسے اس بات کی اجازت وہ اسے رکھے اور اس سے جدائ اختیار نہ کرے ، لیکن اگر وہ بت پرست ہے تو اس مسلمان کے لیے جائز نہیں کہ وہ بت پرست بیوی اپنے پاس رکھے بلکہ اسے چھوڑ دینا چاہئے -

مزید تفصیل کے لیے سوال نمبر (9949) کا مراجہ کریں -

یہ بھی علم ہونا چاہیے کہ اگر ماں باپ میں کوئی ایک اسلام قبول کرے تو اس کی اولاد (اگر وہ نابالغ ہوں) کو ماں یا باپ کے مسلمان ہونے کی بنا پر مسلمان کا حکم دیا جائے گا ، لیکن جو بالغ ہو چکے ہوں وہ ماں باپ کے حکم میں نہیں آتے - دیکھیں المغنیلابن قدامة المقدسی (13 / 115) اور احکام اهل الذمة لابن القيم (2 / 507) -

لہذا اس کے ذمہ ہے کہ وہ اپنی نابالغ اولاد کو یہ تعلیم دے کہ اللہ تعالیٰ نے اس پر اور ان سب پر بھی دین حق کی طرف ہدایت نصیب فرما کر بہت بڑا انعام کیا ہے ، اور اس پر ضروری ہے کہ وہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے حکم پر عمل کرتے ہوئے اپنی اولاد کو چھوٹی عمر میں ہی طہارت اور نماز وغیرہ کے احکام کی تعلیم دے تاکہ وہ اس کے عادی ہو جائیں -

نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا فرمان ہے :

(اپنی اولاد کو سات برس کی عمر میں نماز پڑھنے کا حکم دو ، اور جب وہ دس برس کے ہو جائیں تو انہیں نماز نہ پڑھنے پر مارو ، اور ان کے بستر علیحدہ علیحدہ کرو) سنن ابوداؤد حدیث نمبر (459) علامہ البانی رحمہ اللہ تعالیٰ نے صحیح

الجامع (5868) میں اسے صحیح قرار دیا ہے -

مزید تفصیل کے سوال نمبر (10016) کا مراجعہ کریں -

یہاں پر کام کے لیے رہنا اور چھوٹے چھوٹے بچوں کو ضائع ہونے اور دین سے انحراف کے لیے وہاں چھوڑنا کسی بھی طرح لائق نہیں ، اس پر ضروری ہے کہ وہ انہیں وہاں سے اپنے پاس لائے تاکہ وہ اس کے پاس رہیں اور ان کی تربیت ہو، تا اللہ تعالیٰ نے اس سلسلہ میں اس جو واجبات مقرر کر رکھے ہیں ان کی ادائیگی ہوسکے۔

اور اگر وہ انہیں یہاں نہیں لاسکتا تو پھر ان سے ہمیشہ رابطہ رکھتے ہوئے ان کی راہنمائی کرے، اور اس کے لیے یہ کسی بھی طرح جائز نہیں کہ وہ انہیں ضائع ہونے کے لیے چھوڑ دے اس لیے کہ وہ قیامت کے دن ان کا جواب دہ ہے -

اور ایسے ہی ہم اپنے جدید مسلمان بھائی کو اس کی رغبت دلاتے ہیں کہ وہ دونوں احکام اسلام سیکھیں اور اس کے لیے اہل علم سے سوالات کریں اور انٹرنیٹ پر مفید ویب سائٹس کو دیکھتے رہیں ، اور اس کے ساتھ ساتھ وہ مطلوبہ احکام اسلامیہ کی اپنے اوپر تطبیق بھی کرتے رہیں -

ہم اللہ تعالیٰ سے ان کے لیے توفیق اور ثابت قدمی کی دعا کرتے ہیں اور ان کے لیے دعاگو ہیں کہ اللہ تعالیٰ انہیں اپنی رضا اور پسندیدہ کام کرنے کی توفیق نصیب کرے ، آمین یا رب العالمین -

واللہ اعلم